

قربانی کے احکام و مسائل

(از: حافظ فیض اللہ ناصر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی کی اصل روح

اسلامی تعلیمات میں قربانی کو بلاشبہ بہت اہمیت دی گئی ہے۔ قربانی کا عمل ایک ایسے عظیم تاریخی واقعہ کی طرف ہماری توجہ مبذول کرتا ہے جو اسلام کی روح اور جوہر کا بہترین آئینہ دار ہے۔ یہ عمل جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کمال اتباع کی یاد تازہ کرتا ہے کہ اس برگزیدہ ہستی نے خدائے بزرگ و برتر کے حکم کے آگے اس قدر سر تسلیم خم کر دیا کہ اپنے نورِ نظر اور لُحّتِ جگر کو بھی قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور دوسری طرف عظیم فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بھی بے مثل اطاعت سے محبت الہی کے تقاضے ایسے نبھائے کہ چشمِ فلک نے ایسا منظر کبھی نہ دیکھا تھا۔ ان کی یہ سنت ہر سال ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ اگر یہ نفوسِ قدسیہ اللہ کے حکم پر اپنی سب سے پیاری متاع کو قربان کرنے اور وہ خود قربان ہونے کے لیے تیار ہو سکتے ہیں تو پھر ہم اس قدر نافرمان کیوں ہیں کہ ہم فقط اپنی خواہشات کو بھی اللہ کے لیے قربان نہیں کر سکتے؟! قربانی کا عمل صرف جانور ذبح کرنے یا گوشت کھانے کا نام نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت بڑا سبق رکھا ہے کہ مسلمان کے اموال و اعمال تو کجا؛ اس کی جان بھی اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ وہی اس کی حیات و ممات کا مالک و مختار ہے۔ اگر وہ اس کی جان پر قبضہ و قدرت رکھتا ہے تو اس کے اعمال و افعال کو اپنے حکم کے مطابق چلانے کا بالاولیٰ مالک و مختار ہے۔ قربانی دراصل یہی درسِ نصیحت ہے کہ مسلمان کا سب کچھ اس کے خالق کے لیے ہونا چاہیے۔ اس کی ہر ادا اور ہر عمل صرف رضائے الہی کے حصول کی خاطر ہو۔ اس کی ہر خواہش اور ہر مرضی پر رب تعالیٰ کی خوشنودی مقدم ہونی چاہیے۔

اگر اس کی خواہشات احکامِ خداوندی کے تابع ہیں تو سمجھ لیں کہ وہ دنیا و آخرت کی کامیابیاں پا گیا، اور اگر وہ اپنے نفس کا غلام ہے تو کامل مسلمان ہونا تو درکنار، وہ اپنے پروردگار کا بندہ ہونے کا بھی حق ادا نہیں کرتا۔ یہ حق تبھی ادا ہوتا ہے جب مسلمان اپنی زندگی کے ہر گوشے کو اس سانچے میں ڈھال لے کہ جہاں بھی اسے اپنی مرضی اور خواہش اللہ و رسول کے حکم سے سرتابی کرنے پر اُکسائے وہیں وہ اپنی خواہش کا گلا گھونٹ دے اور اطاعتِ الہی و اتباعِ نبوی کو ترجیح دے کر عند اللہ سرخرو ہو جائے۔ یہی ہے تقاضائے عبدیت اور یہی ہے قربانی کی اصل رُوح۔

قربانی سنت مؤکدہ ہے

جس شخص کے پاس مالی استطاعت ہو، اسے ضرور قربانی کرنی چاہیے، کیونکہ نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلًّا)) (سنن ابن ماجہ: 3123)

”جو استطاعت ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے، وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔“

اس حدیث کی روشنی میں اہل علم نے صاحبِ استطاعت کے لیے قربانی کرنا سنت مؤکدہ قرار دیا ہے۔

(فتاویٰ اللجنة الدائمة: 413 / 9)

قربانی کرنے والا بال اور ناخن نہ کاٹے

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَعِنْدَهُ أَضْحِيَّةٌ يُرِيدُ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَأْخُذَنَّ شَعْرًا وَلَا يَقْلِمَنَّ

ظُفْرًا)) (صحیح مسلم: ۱۹۷۷)

”جب عشرہ ذوالحجہ شروع ہو جائے اور آدمی کے پاس قربانی کا جانور ہو، جسے وہ قربان کرنے کا ارادہ

رکھتا ہو، تو وہ قطعاً اپنے بال نہ کاٹے اور نہ ہی اپنے ناخنوں کو ہی کاٹے۔“

لیکن اگر کوئی شخص اس حدیث مبارکہ کا علم ہونے کے باوجود بھی اپنے بال یا ناخن کاٹ لے تو وہ اللہ

تعالیٰ سے معافی مانگے، البتہ اس پر کوئی فدیہ وغیرہ لازم نہیں آتا، خواہ اس نے جان بوجھ کر ہی کاٹے ہوں۔

(فتاویٰ اسلامیة، دارالسلام: ۴۱۹ / ۲)

یاد رہے کہ یہ حکم صرف اسی شخص کے لیے ہے جس کے مال سے قربانی کا جانور خریدا گیا ہو، یعنی جو گھر کا

سرپرست ہو، چنانچہ گھر کے باقی افراد اس حکم میں شامل نہیں ہیں۔ نیز جس شخص کے پاس قربانی کی استطاعت نہ ہو اور وہ ذوالحجہ کا چاند نکلنے سے لے کر نمازِ عید ادا کر لینے تک نہ تو اپنا کوئی بال کاٹے اور نہ ہی ناخن تراشے، تو اسے قربانی کا اجر و ثواب ملتا ہے۔ (سنن النسائی: 4370)

نمود و نمائش سے اجتناب کیجیے

ہر عمل کی اساس اور قبولیت کی شرط صرف یہ ہے کہ اس میں خلوص اور تقویٰ شامل ہو۔ قربانی کا مقصد بھی فقط رضائے الہی کا حصول ہونا چاہیے، نہ کہ دکھلاوے اور شہرت کی غرض سے دوسروں سے بڑھ کر اور قیمتی جانور قربان کیا جائے۔ یوں تو ہر نیک عمل کی ہی قبولیت کے لیے خلوص نیت بنیادی شرط ہے لیکن قربانی کے سلسلے میں نیت کو خالص رکھنے کا خاص طور پر ذکر فرمایا گیا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآءُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ﴾ [الحج: ۳۷]

”اللہ تعالیٰ کو ان قربانیوں کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا، بلکہ اسے تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔“ چنانچہ اگر قربانی کرنے والے کے دل میں تقویٰ ہی نہ ہو تو اس کی قربانی صرف گوشت اور خون کے سوا کچھ نہیں رہ جائے گی، جس کی اللہ کے ہاں کوئی حیثیت نہیں۔ اور رسولِ مکرم ﷺ کا واضح ارشادِ گرامی ہے کہ: ((إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ)) (سنن النسائی: 3140)

”یقیناً اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول فرماتا ہے جو خالص اسی کے لیے ہو اور اس کے ذریعے فقط اللہ تعالیٰ کی رضامندی مطلوب ہو۔“

لہذا ہر مسلمان کو کسی بھی نیک عمل سے پہلے اس بات کا خاص طور پر اہتمام کرنا چاہیے کہ اس کی نیت اور ارادے میں ریاکاری اور نمود و نمائش کی ذرا سی بھی آمیزش نہ ہو بلکہ خالصتاً رب تعالیٰ کی خوشنودی چاہنے کا ہی جذبہ کارفرما ہو۔ نیز ہر مسلمان کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ خلوص سے عاری عمل کی صرف یہی سزا نہیں ہے کہ وہ شرفِ قبولیت نہیں پاتا بلکہ ایسا عمل کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی لوگوں کے ہاں سے داد و ستائش دے کر آخرت میں جہنم کا ایندھن بھی بنائے گا۔

(صحیح مسلم: 1905)

قربانی کا جانور حلال مال سے خریدنا ضروری ہے

یہ نہایت ضروری ہے کہ قربانی کا جانور حلال مال سے خریدا گیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ حرام کھانے والے کی تو دعا بھی قبول نہیں فرماتا؛ قربانی کی قبولیت تو بہت دُور کی بات ہے۔

قربانی کے لیے جو بھی جانور میسر ہو

اللہ کے ہاں اعمال کے معیار کی اہمیت ہے؛ مقدار کی نہیں، اور معیار صرف یہ ہے کہ مسلمان کا عمل خلوص اور تقویٰ کا حامل ہو، خواہ عمل چھوٹا ہی کر لیا جائے مگر خلوص سے خالی نہ ہو۔ سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ الرَّجُلُ يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، فَيَأْكُلُونَ وَيُطْعَمُونَ حَتَّى تَبَاهِيَ النَّاسُ، فَصَارَتْ كَمَا تَرَى (سنن الترمذی: 1505)

”رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں آدمی ایک ہی بکری اپنے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے کیا کرتا تھا، پھر لوگ باہم فخر و مقابلہ کرنے لگے اور اب صورت حال یہ ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔“
یعنی قربانیاں تو زیادہ اور مہنگی مہنگی ہونے لگی ہیں مگر خلوص و تقویٰ سے خالی ہو گئی ہیں، جبکہ اللہ کے ہاں معیار اس کے برعکس ہے، وہ تو خلوص سے کی ہوئی صدقے کی ایک مُٹھی کو بھی ایسے اجر سے نوازتا ہے کہ وہ خلوص سے عاری زمین بھر خیرات سے بھی بھاری پڑ جاتی ہے۔

ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
(أَرْبَعٌ لَا تُجْزِئُ فِي الْأَضَاحِيِّ: الْعَوْرَاءُ؛ الْبَيْنُ عَوْرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ؛ الْبَيْنُ مَرَضُهَا، وَالْعَرَجَاءُ؛ الْبَيْنُ ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيرَةُ الَّتِي لَا تُنْقَى))
”چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں: وہ کانا جانور جس کا کانپن واضح ہو، ایسا بیمار جانور جس کی بیماری واضح ہو، ایسا لنگڑا جانور جس کا لنگڑاپن واضح ہو اور ایسا دُبلا جانور جس کی ہڈیوں میں گودانہ ہو۔“

(سنن ابن ماجہ: 3144)

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُضَحَّى بِأَعْضَبِ الْقَرْنِ وَالْأُذُنِ
”رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ سینگ یا کان کٹے ہوئے جانور کی قربانی کی جائے۔“
(مسند أحمد: 1048)

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُضَحَّى بِمُقَابِلَةٍ، أَوْ مُدَابَرَةٍ، أَوْ
شَرْقَاءَ، أَوْ خَرْقَاءَ، أَوْ جَدْعَاءَ
”رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ ایسے جانور کی قربانی کی جائے جس کا کان آگے سے یا پیچھے
سے کٹا ہوا ہو، یا اس کا کان چرا ہوا ہو یا اس میں سوراخ ہو، یا اس کا ہونٹ کٹا ہوا ہو۔“

(سنن ابن ماجہ: 3142-شرح معانی الآثار: 6196)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عید الاضحیٰ کے دن رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے
اللہ کے رسول! اگر میرے پاس صرف دودھ دینے والی بکری ہو تو کیا میں اسی کو قربان کر دوں؟ تو آپ ﷺ
نے فرمایا:

((لَا، وَلَكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَأَظْفَارِكَ وَتَقْصُ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ، فَتِلْكَ
تَمَامُ أَضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)) (سنن أبی داود: 2789)
”نہیں، بلکہ اپنے بال کاٹ لو، ناخن اور مونچھیں تراش لو اور زیرِ ناف کی صفائی کر لو، اللہ کے ہاں تمہاری
یہی قربانی ہوگی۔“

درج بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ جس جانور میں مذکورہ عیوب میں سے کوئی بھی عیب پایا جاتا ہو اس
کی قربانی کرنا شرعاً ممنوع ہے۔

معمولی نقص معاف ہے

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قربانی کے جانور میں معمولی قسم کا نقص ہو تو وہ معاف ہے، ایسے جانور کی
قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (معالم السنن: 2/ 230)

بڑے جانور کی قربانی میں حصے

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ الْأَضْحَى فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَقَرَةِ سَبْعَةً، وَفِي الْبَعِيرِ عَشْرَةً (سنن الترمذی: 1501- سنن ابن ماجہ: 3131)

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھے کہ عید الاضحیٰ آگئی، تو ہم گائے میں سات افراد اور اونٹ کی قربانی میں دس افراد شریک ہوئے تھے۔“

دوندا جانور ہی افضل ہے

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً، إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ، فَتَذْبَحُوا جَذْعَةً مِنَ الضَّأْنِ))

”قربانی کے لیے صرف دوندا جانور ہی ذبح کرو، لیکن اگر وہ تمہیں مل ہی نہ رہا ہو تو پھر تم دُنبے کا جذعہ کر دو (یعنی جو چھ مہینے کا ہو کر ساتویں میں لگا ہو)۔“ (صحیح مسلم: 1963)

جمہور علماء کے نزدیک افضل عمل یہی ہے کہ دوندے جانور کی قربانی کی جائے۔ (شرح مسلم للنووی: 13/ 117)

خصی جانور کی قربانی جائز ہے

خصی جانور کی قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ دو خصی مینڈھوں کی قربانی کی تھی۔ (سنن أبی داود: 2792- سنن ابن ماجہ: 3121)

اور امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خصی جانور کی قربانی کرنے کے جواز پر کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ (المغنی لابن قدامة: 9/ 442)

حاملہ جانور کی قربانی جائز ہے

اگر کوئی اونٹنی، گائے، بھیڑ یا بکری حاملہ ہو تو اس کی قربانی کرنا بھی جائز ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی

ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! اگر ہم کوئی جانور قربان کرنے کے بعد دیکھیں کہ اس کے پیٹ میں تو بچہ تھا، تو اس کا کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُوهُ إِن شِئْتُمْ فَإِنَّ ذَكَاتَهُ ذَكَاةُ أُمِّهِ)) (سنن أبی داود: 2827)

”اگر چاہو تو اس کو کھا لو، کیونکہ اس کی ماں کو ذبح کرنا ہی اس کا ذبح ہے۔“

لیکن اگر پہلے سے ہی اس جانور کے حاملہ ہونے کا علم تو پھر اس کی قربانی کرنے سے احتیاط بہتر ہے۔

نبی ﷺ کی قربانی کا جانور

نبی کریم ﷺ نے سینکڑوں والے دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کی تھی۔ (صحیح البخاری:

5554)

اگر کوئی شخص نبی ﷺ کے اس عمل کی بھی اقتدا کرتا ہے اور یہی جانور قربان کرتا ہے تو یقیناً وہ آپ ﷺ اور سنت مبارکہ سے محبت کی بنا پر اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرے گا۔

بھینس کی قربانی کا مسئلہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تین مقامات پر قربانی کا تذکرہ فرمایا۔ سورۃ الحج کی آیت نمبر 28 اور 34 میں اور اسی طرح سورۃ الانعام کی آیات 142 تا 144 میں۔

ان تینوں مقامات پر قربانی کے جانوروں کے لیے لفظ الأنعام بیان فرمایا ہے۔ اس لفظ کی تفسیر میں امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل عرب کے نزدیک یہ لفظ خاص طور پر اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری پر بولا جاتا ہے۔ (تفسیر الطبری: 9/457)

امام شوکانی رحمہ اللہ سورۃ الحج کی آیت 28 کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری ہے۔ (فتح القدیر: 5/115)

اور نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قربانی کے لیے أنعام کی قید اس لیے لگائی ہے کہ ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی درست نہیں ہے، خواہ اس کا گوشت کھانا حلال ہی ہو۔

(ترجمان القرآن: 741)

دوسرے موقف کے قائلین نے اس رو سے بھینس کی قربانی کو جائز قرار دیا ہے کہ جب اس مسئلہ پر

اجماع ہے کہ بھینس گائے کی جنس سے ہے اور اسی بنا پر زکاة کی وصولی میں بھینس کو گائے پر قیاس کیا جاتا ہے، تو پھر قربانی میں اسے گائے کی قبیل میں کیوں شامل نہیں کیا جاسکتا؟ بہر حال اس سلسلے میں اہل علم کا فتویٰ یہ ہے کہ محتاط اور رائج موقف یہی ہے کہ جب گائے میسر ہو تو بھینس کی قربانی کرنے سے گریز بہتر ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھینس کی قربانی کا صراحۃً کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ البتہ اگر گائے مل ہی نہ رہی ہو تو پھر بھینس کی قربانی کی جاسکتی ہے۔

(فتاویٰ علمیه، للشیخ زبیر علی زئی: 182 / 2)

قربانی کے جانور کی خوب خدمت کرنی چاہیے

سیدنا ابومامہ بن سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نُسَمِّنُ الْأَضْحِيَّةَ بِالْمَدِينَةِ، وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُسَمِّنُونَ

”ہم مدینہ میں قربانی کے جانور کو خوب موٹا تازہ کیا کرتے تھے اور باقی مسلمان بھی خوب موٹا تازہ کیا

کرتے تھے۔“ (صحیح البخاری، قبل الحدیث: 5553)

نماز عید پڑھنے سے پہلے قربانی کرنا

نماز عید پڑھنے سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعَذِّبْ)) (صحیح البخاری: 5561۔ صحیح مسلم: 1962)

”جو شخص نماز عید سے پہلے قربانی کر لے؛ اسے چاہیے کہ وہ دوبارہ قربانی کرے۔“

میت کی طرف سے قربانی کرنا

میت کی طرف سے قربانی کے جواز والی روایت ابوالحسناء راوی کی جہالت کے باعث ضعیف ہے، تاہم

میت کی طرف سے صدقے کے جواز کے عمومی دلائل کی رو سے میت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے، لیکن یہ

قربانی صدقہ ہوگی اور اس کا سارا گوشت غریبوں میں تقسیم کر دینا چاہیے۔

(فتاویٰ علمیه، للشیخ زبیر علی زئی: 183 / 2)

ذبح کرنے سے متعلقہ چند احکام

❁ ذبح کرنے والی چھری خوب تیز دھار ہونی چاہیے، تاکہ وہ جلد سے جلد جانور کو ذبح کر سکے اور اس کو زیادہ دیر تڑپنے سے بچائے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

((إِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ، وَلْيَحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، فَلْيَرْحُ ذَبِيحَتَهُ))

”جب تم (جانور) ذبح کرو تو احسن انداز سے کرو، تمہیں چاہیے کہ اپنی چھری کو خوب تیز کر لو اور ذبح

ہونے والے جانور کو راحت پہنچاؤ۔“ (صحیح مسلم: 1955)

❁ جانور کے سامنے چھری تیز نہ کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک آدمی نے جانور کو لٹانے کے بعد چھری تیز کرنا شروع کی تو آپ ﷺ سخت نالاں ہوئے اور فرمایا:

((اتْرِيدُ أَنْ تُمِيتَهَا مَوْتَاتٍ؟ هَلَّا حَدَدْتُ شَفْرَتَكَ قَبْلَ أَنْ تُضَجِّعَهَا؟))

”کیا تم اسے کئی موتیں دینا چاہتے ہو؟ تم نے اسے لٹانے سے پہلے کیوں نہ چھری تیز کر لی؟“

(المستدرک للحاکم: 7563)

❁ ذبح کرتے وقت جانور کا رخ قبلے کی طرف کرنا مسنون عمل ہے۔

(سنن أبی داود: 2595- سنن ابن ماجہ: 3121)

❁ ذبح کرتے وقت جانور کے پہلو پر پاؤں رکھنا رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

(صحیح البخاری: 5558- صحیح مسلم: 1966)

❁ قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مسنون و مستحب عمل ہے۔ (صحیح البخاری: 5565)

❁ عورت بھی قربانی کا جانور ذبح کر سکتی ہے۔ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنی قربانیاں

خود ذبح کریں۔ (صحیح البخاری، قبل الحدیث: 5559)

❁ اونٹ کے علاوہ باقی جانوروں کو لٹا کر ذبح کرنا چاہیے۔

❁ اونٹ کو نحر کرنے کا طریقہ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ اونٹ کو کھڑا کر لیا جائے اور اس کی

آگے والی بائیں ٹانگ باندھ دی جائے، پھر نحر کرنے والا اس کی گردن اور سینے کے درمیان گڑھے میں نیزہ

مارے۔ یہ نحر کا مسنون طریقہ ہے۔ (المغنی لابن قدامہ: 181 / 7)

❀ ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا چاہیے۔

قربانی کے ایام

تین دن تک، یعنی دس، گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو قربانی کی جاسکتی ہے، البتہ افضل پہلا دن ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: قربانی والے دن کے بعد دو دن اور قربانی کی جاسکتی ہے لیکن افضل پہلے دن قربانی کرنا ہے۔ (أحكام القرآن للطحاوی: 2/ 205)

قربانی کے گوشت سے متعلق احکام

❀ عید الاضحیٰ کے روز نماز عید ادا کرنے سے پہلے کچھ نہیں کھانا چاہیے اور سنت مبارکہ یہ ہے کہ عید کی ادائیگی کے بعد آ کر بھی قربانی کا گوشت ہی کھانا چاہیے۔

❀ قربانی کا گوشت امیروں اور غریبوں؛ سب میں تقسیم کرنا جائز ہے، لیکن اگر غریب گھرانوں میں قربانی کا انتظام نہ ہو تو پھر ان کو خاص طور پر گوشت بھیجنا چاہیے۔

❀ بہتر عمل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کر لیے جائیں: ایک اپنے لیے، دوسرا دوست و احباب کے لیے اور تیسرا حصہ غرباء و مساکین کے لیے۔ (فتاویٰ اسلامیة، دارالسلام: ۲/ ۴۲۴)

❀ قربانی کا گوشت تالیفِ قلب کے لیے کسی غیر مسلم کو دینا بھی جائز ہے۔

❀ قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ قربانی کے گوشت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

((كُلُوا وَاطْعَمُوا وَادَّخِرُوا))

”کھاؤ، کھلاؤ اور ذخیرہ کرو۔“ (صحیح البخاری: 5569۔ صحیح مسلم: 1971)

البتہ سارا ہی ذخیرہ کر لینا اسلامی جذبہٴ ایثار و قربانی کے منافی ہے۔

قربانی کی کھالوں کا مصرف

❀ قربانی کی کھال یا اس کی قیمت کو اپنے ذاتی استعمال میں لانا بالکل جائز نہیں ہے، بلکہ اس سے قربانی کے اجر و ثواب کے ضیاع کا اندیشہ ہوتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

((مَنْ بَاعَ جِلْدَ أَضْحِيَّتِهِ فَلَا أَضْحِيَّةَ لَهُ)) (المستدرک للحاکم: 3468)

”جو شخص اپنی قربانی کی کھال بیچے؛ اس کی قربانی نہیں ہوتی۔“

﴿قرآن کریم میں زکاۃ و صدقات کے آٹھ مصارف بیان فرمائے ہیں، قربانی کا گوشت اور کھال وغیرہ بھی ان کو دی جاسکتی ہے۔ وہ آٹھ مصارف یہ ہیں:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَ الْمَسْكِينِ وَ الْعَمِلِينَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَ فِي

الرِّقَابِ وَ الْغُرَمِينَ وَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ﴾ [التوبة: ۶۰]

”صدقات تو صرف فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہیں، اور ان لوگوں کے لیے جو صدقات کے کام پر

مامور ہیں، ان کے لیے بھی جن کی تالیفِ قلب مطلوب ہے، اور غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے بھی دیے جاسکتے

ہیں، نیز یہ قرض داروں کی مدد کرنے کے لیے، راہِ خدا میں اور مسافر نوازی کے لیے دیے جاسکتے ہیں۔“